ڈاکٹر عابد حسین سیال
ایسوسی ایٹ پروفیسر، صدر شعبہ پاکستانی زبانیں، نیشنل یونی ورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز، اسلام آباد

چینی ادب کے اردو تراجم:
تہذیبی مکالمے کی ایک صورت

Abstracts

Urdu Translations of Chinese Literature: A Dialogue between Civilizations

By Dr. Abid Sial, Associate Professor/ Head of Department of Pakistani Languages, National University of Modern Language (NUML), Islamabad.

Translation is considered as a dialogue between civilizations. Especially through translations of literary texts, cultural elements of a civilization are transferred to another civilization. Urdu translations of Chinese literary texts are very few in number so far, however these are important and key sources to experience a refined taste of emotions, feelings and word outlook of Chinese people. Through these translations one can know about commonalities of Chinese and sub-continent civilizations.

Keywords: Translation, Civilization, Chinese Literature, Dialogue

زبان کا تہذیبی یا ثقافتی مظہر ہونا بجائے خود اس بات کی دلیل ہے کہ کسی زبان میں لکھے گئے متن کے معنی کی تفہیم متعلقہ ثقافتی یا تہذیبی تناظر کے بغیر درست یا مکمل طور پر ممکن نہیں۔ اسی لیے ترجمے کے نظریات پر بات کرنے والے ماہرین نے ہمیشہ ترجمے کی اس مجبوری کو بیان کیا کہ اس میں اصل متن کے مفاہیم اور خاص کر اسلوبیاتی محاسن کو کُلی طور پر کسی دوسری زبان میں منتقل کرنا ممکن نہیں۔ اس بات کی صداقت میں شک نہیں لیکن بعض اوقات یہ بات کسی حد تک مبالغے کے ساتھ اس طرح بیان کی جاتی ہے جس کا تاثر یہ بنتا ہے کہ ترجمہ ترسیل کا ناقص

ذریعہ ہے۔

ترجمے کی محدودیت کی بات اپنی جگہ درست لیکن لسانیات کے جدید تصورات کے سامنے آنے کے بعد لسانی اعتبار سے اس محدودیت میں کشادگی کی کئی جہات دیکھی جا سکتی ہیں۔ مثال کے طور پر نوم چامسکی کے یونیورسل گرامر کے نظریے ہی کو دیکھ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بھی زبان بولنے والا شخص چند بنیادی لسانی اصولوں سے واقفیت ضرور رکھتا ہے جو تمام زبانوں میں بہت حد تک مشترک ہیں۔ یوں ایک زبان میں بیان کیے گئے مفاہیم کو دوسری زبان میں منتقل کرتے ہوئے زبان کا ایک کافی بڑا علاقہ ایسا موجود ہوتا ہے جو معنی کی منتقلی میں سہولت کار کا کام کرتا ہے۔ کچھ ایسی ہی صورت تہذیبی عناصر کی بھی ہے۔ دنیا کی تمام تہذیبیں کچھ مشترک اقدار بھی رکھتی ہیں جن سے بنی نوع انسان کی مشترکہ تہذیب تشکیل پاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی ہر تہذیب میں لفظ "مہذب" کا مفہوم بہت حد تک ایک جیسا ہے۔ زبان اور تہذیب کے یہی مشترک عناصر رابطے کے آغاز کا وہ پلیٹ فارم فراہم کرتے ہیں جس پر قدم جما کر ترسیل و تفہیم کے اس علاقے کی وسعت کو زیادہ سے زیادہ کیا جا سکتا ہے۔

ایک اور اہم نکتہ یہ ہے کہ ترجمے کی محدودیت کو تہذیبی مکالمے کی محدودیت سمجھنا درست نہیں۔ ترجمے میں زبان اور اس کے لوازمات کی کارفرمائی اگرچہ بنیادی حیثیت رکھتی ہے لیکن ترجمے کا کُلی انحصار لسانی مہارت پر نہیں۔ اس میں ایک بہت بڑا حصہ تہذیبی اور ثقافتی عناصر کا ہے جو ترجمے کے ذریعے تفہیم و ترسیلِ معنی میں بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جدید لسانیات متن کی تفہیم و تعبیر میں ثقافتی تناظر پر خاص طور پر زور دیتی ہے۔

O

معروف اندازے کے مطابق چین کی تہذیب کی عمر سات ہزار سال کے لگ بھگ ہے۔ تہذیب کے دیگر مظاہر جیسے تحریر، موسیقی، مجسمہ سازی، ظروف، آلاتِ حرب و حرفت وغیرہ تو قدیم سے موجود ہیں تاہم ادبی تحریریں جو دستیاب ہوئی ہیں، ان کی عمر کا اندازہ اڑھائی سے تین ہزار قبل مسیح یعنی اب سے اندازاً پانچ ہزار سال پہلے کا ہے۔ چینی تہذیب دنیا کی واحد تہذیب ہے جس کا تسلسل اس کے آغاز سے موجودہ زمانے تک ٹوٹا نہیں، اس لیے اس کا ارتقا بتدریج ہے اور تہذیبی روایت نہایت مضبوط۔ چین کے ادب کا مجموعی مزاج ماورائی یا تصوراتی کی بجائے ارضی ہے۔ اگرچہ چینی تہذیب میں دیومالا اور اساطیر کا ایک وسیع اور پیچیدہ نظام موجود ہے لیکن اس کے مظاہر سماوی کی نسبت ارضی زیادہ ہیں اور قدیم دور کی شخصیات و واقعات کے بارے میں یقین سے کہنا مشکل ہے کہ ان کی حیثیت تاریخی ہے یا دیومالائی۔ یوں چین کا ادب اور چین کی تاریخ ایک دوسرے میں اس طرح پیوست ہیں کہ ایک

کے بغیر دوسرے کی تفہیم ناقص رہتی ہے۔

ہند مسلم تہذیبی روایت کے زیرِ اثر اردو ادبیات کے تناظر میں ہمارے ہاں عام طور پر جب 'مشرقی ادب' یا السنہ شرقیہ کہا جاتا ہے تو اس میں نہایت مستحکم ادبی روایت رکھنے کے باوجود چین اور جاپان کے زبان و ادب کو شامل نہیں کیا جاتا۔ میرے خیال میں اس کی ایک وجہ، جو بنیادی ہے، ہماری زبان اردو کی تشکیل پر ان زبانوں کے اثرات کا نہ ہونا ہے۔ یہ بات تحقیق طلب ہے کہ جس طرح عرب اور ہندوستان کے درمیان تجارتی روابط کی وجہ سے ہندوستان کے ساحلی علاقوں کی مقامی زبانوں پر عربی زبان کے اثرات تلاش کیے گئے ہیں اسی طرح شاہراہِ ریشم جیسی مشہورِ زمانہ تجارتی گزرگاہ سے ہندوستان آنے والے چینیوں کی زبان کے مقامی زبانوں پر اثرات و روابط کی ماہیت اور نوعیت کیا رہی ہے۔ چینی قوم جری، بہادر اور فن سپاہ گری میں طاق ہونے کے باوجود تہذیبی اعتبار سے نوآبادیاتی مہم جوئی کی قائل نہیں رہی۔ اس لیے دنیا کے دیگر خطوں تک ان کی تہذیب اور تمدنی ارتقا کی خبریں اور معلومات تو پہنچتی رہیں لیکن اس قوم نے براہ راست کسی دوسرے براعظم میں حاکمیت قائم نہیں کی جس کے ذریعے غاصب تہذیبیں محکوم تہذیبوں پر اپنے تہذیبی مظاہر کے اثرات مرتب بلکہ مسلط کرتی ہیں۔ نتیجتاً چین کے تہذیبی مظاہر اور بالخصوص ادب دیگر دنیا کے لیے بالعموم اور برصغیر کی ادبی روایت کے لیے بالخصوص ہمسائیگی کے باوجود بہت حد تک اجنبی ہی رہے۔ چین کے بارے میں تعارفی نوعیت کی دو مختصر کتابوں "جمہوریہ چین" (۱۹۴۳ء) اور "مشاہیر چین" (۱۹۴۴ء) کے مؤلف میر عابد علی خان اس حوالے سے رقم طراز ہیں:

> "ہمارے ممتاز ہمسایہ ملک چین کے بارے میں اردو ادب میں اتنا کم مواد موجود ہے کہ ہمیں چین کی تاریخ، سیاست، تمدن اور ادب کے متعلق بہت کم معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔ حالانکہ چین کا شمار دنیا کے ان ممالک میں ہے جو علم و تہذیب کا گہوارہ اور بڑے مرکز رہے ہیں جن سے ساری دنیا نے فیضان حاصل کیا ہے۔ مگر بدقسمتی سے اس سرچشمہ تمدن کا اتنا مختصر اور موہوم تذکرہ ہمیں ملتا ہے کہ ہم اس کی صحیح عظمت کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتے۔"(۱)

اس مغائرت کی ایک دوسری وجہ چینی اور جاپانی زبان کا رسم الخط ہے جس کی پیچیدگی اور دِقت غیر چینیوں تک اس کی تفہیم و ترسیل میں حائل رہی۔ لہٰذا چینی ادب کے دیگر زبانوں میں ترجمے کا زیادہ تر کام بیسویں صدی ہی میں آغاز ہوا۔ تاہم جب یہ کام شروع ہو گیا تو اس میں پیش رفت کی رفتار حیرت انگیز طور پر تیز رہی۔ چینی زبان کے ماہر مستشرقین اور انگریزی بولنے والے ممالک میں جا بسنے والے چینیوں نے اس ضمن میں خاص طور پر اپنا کردار ادا

کیا اور چینی ادب کے ایک بڑے سرمائے کو انگریزی میں منتقل کیا جہاں سے وہ دنیا بھر کی زبانوں میں منتقل ہوا۔

چینی ادب کے اردو تراجم کا سلسلہ زیادہ قدیم نہیں اور مقدار کے اعتبار سے بھی اس سرمائے کو خاطر خواہ نہیں کہا جا سکتا۔ اس ضمن میں قدیم ترین کتاب غالباً ''صحیفہ چین'' ہے جو ۱۹۳۰ء میں چھپی۔ یہ کتاب کنفیوشس کی کتاب ''شوکنگ'' کا اردو ترجمہ ہے جس کے مترجم سید اسد علی انوری فرید آبادی ہیں۔ تقریباً اڑھائی سو صفحات پر مشتمل اس کتاب کو مکتبہ جامعہ دہلی نے شائع کیا۔ کتاب میں کنفیوشس کی کتاب کے ترجمے کے ساتھ ساتھ تین ضمیمے بھی شامل کیے گئے ہیں جن میں سے ایک کنفیوشس کے حالاتِ زندگی اور دوسرا چین کی مختصر تاریخ پر مشتمل ہے۔ تیسرے ضمیمے میں شاہانِ چین کی سنہ وار فہرست دی گئی ہے۔ دیباچے میں مترجم اس ترجمے کا مقصد چین کی تاریخ و تہذیب سے تعارف بتاتے ہیں:

> ''قدیم تہذیبوں میں بھی غالباً چین کی تہذیب قدیم ترین ہے۔ غور تو کیجیے سن عیسوی کی ابتدا سے ۲۵ صدیاں پیشتر ہی چین میں فوجداری و دیوانی قانون جاری تھے۔ دستور و ضابطہ تھا۔ نو وزیروں کی محکمہ دار وزارتِ کابینہ شاہنشاہ کے ماتحت کام کرتی تھی۔ مستقل فوج تھی، صنعت و حرفت بڑے پیمانہ پر موجود تھی... اس زمانے کی اخلاقیات وسیاسیات بھی ایسی نہیں کہ فی زمانہ بعید از عمل ہوں بلکہ یہ کہنا شاید بے جا نہ ہو کہ آج بھی کوئی ایسے اوامر و نواہی سیاسیات یا اخلاقیات میں نہیں ہیں جن کا وجود قدیم تہذیب چین میں نہ مل سکے۔''(۲)

دنیا بھر کے ادب کے تراجم سے اردو کو ثروت مند بنانے والے ظ۔ انصاری نے بھی ''چین کی بہترین کہانیاں'' کے عنوان سے چینی کہانیوں کے ترجمے کیے ہیں۔ مکتبہ شاہراہ، دہلی سے یہ کتاب ۱۹۴۵ء میں منظرِ عام پر آئی۔ تقریباً سوا سو صفحات کی اس مختصر کتاب میں پانچ کہانیوں کے تراجم شامل ہیں۔ چینی انقلاب کی طویل داستان کو پس منظر میں رکھتے ہوئے مترجم نے ان کہانیوں کا انتخاب کیا ہے اور ایک مفصل دیباچے میں اس ساری صورت حال کو واضح کیا ہے جو چین میں افسانوی ادب کے ارتقا سے متعلق ہے۔ ہتھیاروں اور اوزاروں سے لیس ہو کر عملی جدوجہد کے بعد اہلِ چین کی بدلی ہوئی روش کے بارے میں وہ لکھتے ہیں:

> ''نقطہ نظر اور عمل کی اس اہم تبدیلی نے ادب میں گلہائے نوبہار کھلائے ہیں۔ جن کے ہاتھوں میں کل تک رائفلیں اور کدالیں اور کلیں تھیں، وہ فرصت کے اوقات میں قلم سنبھالنا سیکھ رہے ہیں۔''(۳)

دیگر معروف کتابوں میں یحییٰ امجد کی مترجمہ کتاب "چینی شاعری" ۱۹۸۵ء میں سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور سے شائع ہوئی جو تین ہزار سالہ چینی شاعری سے منتخب نظموں کے ترجمے پر مشتمل ہے۔ اس سے قبل انھوں نے ماؤزے تنگ کی نظموں کے تراجم بھی کیے ہیں۔ اس ترجمے کے محرکات کے ضمن میں انھوں نے خاص طور پر اس تہذیبی قوت کا ذکر کیا ہے جو اس مضمون میں ترجمے کے حوالے سے زیرِ بحث ہے۔ لکھتے ہیں:

> "چینی شاعری میں مجھے ہمیشہ ایک انوکھی سی جذباتی قوت نظر آئی ہے جو سماج کی باطنی وارداتوں کو تصویروں کی مانند کھولتی چلی جاتی ہے۔ یہ ایک فرد کی روداد سے زیادہ سماجی عمل اور انسانی ردِ عمل کی رُوداد ہے۔ اس کی تاثیر گہری اور معنویت گراں قدر ہے۔ عہد بہ عہد تہذیبوں کے باطن میں سانس لیتی ہوئی انسانی صورت حال کا سفر اس شاعری کا سفر ہے۔ اس کی اسی دلآویزی نے مجھے تحریک دی کہ یہ انتخاب و ترجمہ کیا جائے۔"(۴)

اکادمی ادبیات پاکستان کی طرف سے ۲۰۰۶ء میں چینی ادب کے ترجمے کے ایک پراجیکٹ کے تحت چھپنے والی تین کتابیں "مکالماتِ کنفیوشس"، "چین کا ادب (عہد بہ عہد شاعری سے انتخاب)" اور "چین کا ادب (عہد بہ عہد نثر سے انتخاب)" ہیں جن میں سے "مکالماتِ کنفیوشس" کا ترجمہ یاسر جواد نے اور باقی کتب کا متفرق مترجمین نے کیا۔ ۲۰۱۷ء میں اکادمی ادبیات پاکستان ہی کی طرف سے منیر فیاض کی مترجمہ کتاب "معاصر چینی افسانے" شائع ہوئی ہے۔ شفیع عقیل نے "چینی لوک کہانیاں" کے عنوان سے چینی کہانیوں کا ترجمہ و تہذیب کی ہے۔ انھوں نے ان کہانیوں کے ترجمے میں اصل کہانی، اس کے پلاٹ اور اس کے کرداروں کو قائم رکھتے ہوئے فنی اعتبار سے ضروری جان کر کچھ اضافے بھی کیے ہیں جسے 'تہذیب' کا نام دیا گیا ہے۔ ان کے خود نوشت دیباچے میں بھی ترجمے کے ذریعے تہذیبی اثرات کے تعارف اور منتقلی کی بات کی گئی ہے۔ ان کے بقول:

> "یہ تمام کہانیاں چین میں صدیوں سے کہی سنی جارہی ہیں اور ان کا سفر سینہ بہ سینہ ہوتا ہے۔ یہ ایسا ثقافتی اور تہذیبی ورثہ ہے جو ہر دور میں زندہ رہتا ہے۔ لوک کہانیاں ہوں یا لوک گیت، وقت ان میں تبدیلیاں تو لا سکتا ہے مگر ختم نہیں کر سکتا۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ لوک ادب کسی ایک آدمی کی تخلیق نہیں ہوتا۔ اس میں نسلوں کے جذبات و احساسات اور صدیوں کے تجربات سموئے ہوتے ہیں۔ یہ تمام انسانوں کی مشترک تخلیق ہوتی ہے اور اسے تمام انسان مل

کے اپنے دلوں اور ذہنوں میں زندہ رکھتے ہیں۔"(۵)

"جنگلی گھاس" کے عنوان سے آزاد کوثری نے بھی چینی نظموں کے تراجم کیے ہیں جو نگارشات، لاہور سے شائع ہوئے۔ اس کے علاوہ مختلف رسائل و جرائد اور اخبارات میں کچھ متفرق تراجم بھی دستیاب ہیں۔

O

تہذیبی مظہر کے طور پر دیکھا جائے تو چین کی شاعری اپنے مجموعی مزاج میں ہماری شعری روایت سے یکسر مختلف ہے۔ اس میں اس نوع کے مابعد الطبیعیاتی عناصر مفقود ہیں جو ہماری مرکزی شعری روایت کا جزوِ اعظم ہیں۔ چینی شاعری کا بیشتر حصہ قلبی واردات کی بجائے لمحاتی سرشاری کی کیفیت کا غماز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چینی نظمیں مختصر اور تجرید تک پہنچتی ہوئی تمثال کاری کا شاہکار ہوتی ہیں۔ زیادہ تر بیان شخصی تجربے کا ہے جو زندگی کے معمولات سے کوئی منفرد حسی کیفیت کشید کرنے پر مشتمل ہوتا ہے۔ دوسری بہت اہم خصوصیت جس کا پہلے بھی ذکر ہوا یہ ہے کہ اس شاعری میں تاریخی شخصیات اور واقعات کے حوالے فراوانی سے پائے جاتے ہیں جو استعاروں اور علامتوں کا ایسا ہالہ پیدا کرتے ہیں جس کی تفہیم تاریخ اور ثقافت کے علم کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لیے دیگر زبانوں کے قارئین کے لیے اس شاعری کا ترجمہ حاشیے کا تقاضا بھی کرتا ہے۔

اردو میں منتقل شدہ چینی ادب کا سرمایہ محدود ہونے کے باوجود چینی تہذیب کے ان خدوخال کی جھلک ضرور دکھاتا ہے جن میں سے بعض ہماری تہذیب سے مختلف ہیں اور بعض مماثل۔ مماثلت کی مثالوں کی طور پر وہ عناصر ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں جو زرعی اور جاگیرداری سماج کی دانش سے متعلق ہیں؛ جن میں مشرقی تہذیب کی وہ خاص خوشبو محسوس کی جاسکتی ہے جو اپنی مجموعی حیثیت میں مغربی تہذیب سے مختلف ہے؛ جن میں بدھ مت اور تاؤمت کے زیرِ اثر ذات اور کائنات کے متعلق روحانیات اور تصوف کے بعض تصورات موجود ہیں۔ اسی طرح ہماری تہذیب سے اختلاف کی مثالوں میں ان عناصر کو دیکھا جاسکتا ہے جن میں سماوی کی بجائے ارضی تصورات غالب ہیں۔ کرہ ارض پر گزرنے والی زندگی کے سب سے قیمتی متاع ہونے کا تصور ہے، اور زندگی میں فکر و تدبر سے زیادہ حرکت و عمل کی کارفرمائی کا میلان ہے۔

چین کی تہذیبی طاقت نے بتدریج بڑھتے بڑھتے اب عالمی سطح پر اہمیت و حیثیت مستحکم کرلی ہے۔ اس طاقت کے پیچھے جو تہذیبی روایت موجود ہے اسے دیکھنے، پرکھنے اور سمجھنے کے لیے چین کا ادب ایک نہایت مفید اور فوری وسیلہ ہے۔ حالیہ برسوں میں جس طرح اردو اور پاکستان کے ساتھ چین کا معاشی، تہذیبی اور ثقافتی تفاعل ایک نئے دور میں داخل ہو گیا ہے، پہلے سے کہیں زیادہ ضروری ہو گیا ہے کہ ہم چین کے ادب کے زیادہ سے زیادہ تراجم اپنی

زبان میں کریں تاکہ اس تفاعل میں اپنے تہذیبی مفادات اور قومی ترجیحات طے کرتے ہوئے ہمارے سامنے ایک حقیقی تصویر موجود ہو۔

حواشی

۱۔ میر عابد علی خان، دیباچہ مشمولہ مشاہیر چین، (حیدر آباد دکن: دارالاشاعت سیاسیہ، ۱۹۴۴ء)، ص ۹
۲۔ سیّد انوری فرید آبادی (مترجم)، تمہید مشمولہ صحیفہ چین، (دہلی: مکتبہ جامعہ، ۱۹۳۰ء)، ص ۸
۳۔ ظ۔ انصاری (مترجم)، چین کی بہترین کہانیاں، (دہلی: مکتبہ شاہراہ، ۱۹۴۵ء)، ص ۲۱، ۲۰
۴۔ یحییٰ امجد (مترجم)، پیش لفظ مشمولہ چینی شاعری (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۵ء)، ص ۸
۵۔ شفیع عقیل (مترجم)، پہلی بات (دیباچہ) چینی لوک کہانیاں، (کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، ۲۰۱۷ء)، ص ۲۱، تیسری اشاعت

مآخذ

۱۔ امجد، یحییٰ (مترجم)، پیش لفظ مشمولہ چینی شاعری، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۵ء
۲۔ انصاری، ظ (مترجم)، چین کی بہترین کہانیاں، دہلی: مکتبہ شاہراہ، ۱۹۴۵ء
۳۔ خان، عابد علی، میر، دیباچہ مشمولہ مشاہیر چین، (حیدر آباد دکن: دارالاشاعت سیاسیہ، ۱۹۴۴ء
۴۔ عقیل، شفیع (مترجم)، پہلی بات (دیباچہ) چینی لوک کہانیاں، کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، ۲۰۱۷ء، تیسری اشاعت
۵۔ فرید آبادی، انوری، سیّد، (مترجم)، تمہید مشمولہ صحیفہ چین، دہلی: مکتبہ جامعہ، ۱۹۳۰ء